رکعت رکوع کی تحقیق

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

www.FaizAhmedOwaisi.com

www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

رکعت رکوع کی تحقیق

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد! حنفیوں کے نزدیک رکوع میں ملنے والا مقتدی کامل رکعت پالیتا ہے اسی لئے اُسے رکوع کی تکمیل پر رکعت علیحدہ نہیں پڑھنی وہ رکعت ہوگئی مثلاً کوئی شخص صبح کی نماز باجماعت کی پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوا تو یہ مقتدی دوسری رکعت پر امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ اُس کی پہلی رکعت کامل ہے اور دوسری بھی۔ بعض غیر مقلدین اس رکوع والی رکعت کو رکعت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ اس رکعت کو اس لئے شمار نہیں کرتے کہ چونکہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی اسی لئے یہ رکعت نہ ہوئی۔ ہم حنفی کہتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام جائز ہی نہیں کیونکہ امام کی قراۃ مقتدی کے لئے کافی ہے اس رکوع والی رکعت کا اکمل رکعت ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

جیسا کہ فقیر اُویسی غفرلہٗ قرأت خلف الامام میں ثابت کرے گا اور چند دیگر روایات خود غیر مقلدین کے پیشواؤں کے فتاویٰ سے حاضر کر رہا ہے ان احادیثِ مبارکہ کے پیش نظر یا تو غیر مقلدین تسلیم کریں کہ قراۃ خلف الامام ناجائز ہے اور جن احادیث میں فاتحہ نماز میں پڑھنا آیا ہے وہ منفرد یا امام کے لئے ہے ورنہ ہم حق بجانب ہیں۔ جب کہ ہم کہتے ہیں کہ اہلحدیث نہیں بلکہ منکرین حدیث ہیں اگر چند احادیث پر ان کا عمل ہے تو وہ صرف اپنے خودساختہ نظریہ کے مطابق ہے ورنہ اکثر احادیث سے انکار ہے منجملہ ان کے رکوع میں رکعت کی تکمیل والی روایات ہیں۔

احادیث و فتاویٰ اکابر غیر مقلدین

چند احادیث وفتاویٰ اکابرین کے ملاحظہ ہوں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من ادرک رکعۃ مع الامام قبل ان یقیم صلبہ فقد ادرکھا تلخیص الجیر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی امام کے سر اُٹھانے سے پہلے رکوع میں آکر ملے اُس کی رکعت ہوگئی۔

فائدہ

ان احادیث مبارکہ کے بعد مزید دلائل کی ضرورت نہیں ضد نہ ہو تو احادیث کی موجودگی میں اور دلیل کیا ہو۔

منکرین کی طرف سے جوابات

چونکہ منکرین اپنی ضد کے پکے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم احادیث تسلیم کرلیں تو ان کے مذہب پر حرف آتا ہے کہ

سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے اور ان احادیث سے یقین ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں مقتدی پر واجب نہیں اسی لئے ان احادیث کی تاویل میں خاصہ ہاتھ پاؤں مارا ہے لیکن بے سود۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

غیر مقلد

مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کہتے ہیں۔

(۱) اگر ابوبکر مدرک رکوع کو مدرک رکعت نہ جانتے تو پھر دوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۲) اور **لاتعد** مت لوٹا تو یعنی نماز کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے حالانکہ استدلالاً دونوں باتیں غلط اور غیر صحیح ہیں۔

قال ابن المنیر صوب النبی ﷺ ابی بکرہ من الجهة العامه وهی الحرص لا دراك فضيلة الجماعة وخطاه من الجهة الخاصة فتح الباری باب ازار كع دون الصف۔

یعنی نبی پاک ﷺ نے ایک جہت سے ابوبکر کے فعل جماعت کی فضیلت کے پالینے کی حرص کو درست قرار دیا ہے اور دوسری جہت (طرف) سے خطاوار ٹھہرایا ہے۔

اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ابوبکر سے کون سی خطاء اور غلطی ہوئی جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا اور اس سے ابوبکرہ کے دوڑنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔

نماز میں دوڑ دوڑ کر ملے تھے جیسا کہ مترجم حدیث مذکور کے ترجمہ سے ظاہر ہے اور ابن السکن کے الفاظ ہے

فانطلقت اسعى حتى دخلت فی الصف۔ (مرعاۃ، جلد۲، صفحہ۸۷)

میں دوڑتا ہوا صف میں داخل ہوا۔

یہ ابوبکرہ کی غلطی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے اُن کو روکا جیسے کہ دوسری حدیث میں آتا ہے۔

اذا سمعتم الاقامة فامشوا الى الصلوٰة وعليكم السكينة والو قار ولاتسرعوا۔

(متفق علیہ بلوغ المرام، صفحہ۴۰)

یعنی نماز کی طرف دوڑ کر مت آؤ۔

(۲) صف کے برابر کھڑے ہونے سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کیا اور پھر اُسی حالت میں ہی چل کر صف میں ملے جیسا کہ حدیث کے ترجمے سے بھی ظاہر ہے۔ بخاری شریف میں ہے

ان یصل الی الصف اور ابوداؤد کے الفاظ **فرکع دون الصف ثم مثی الی الصف** اور مصنف حماد بن

سلمہ کے الفاظ فرکع ثم دخل الصف وهو راکع (مرعاۃ، ۹۷) اسی بات پر دلالت کرر ہے ہیں۔ یہ ابوبکرہ کی غلطی تھی یعنی خارج از صف تکبیر کہنا اور رکوع کرنا اور پھر اسی حال میں چل کر صف میں ملنا منع ہے۔

روی الصلحاوی باسناد حسن عن ابی ہریرة مرفوعاً اذا اتی احدکم الصلوٰۃ فلایر کع دون الصف حتی یاخذ مکانہ من الصف (مرعاۃ، جلد۲، صفحہ۹۷)

یعنی جب کوئی نماز کے لئے آئے تو صف کے پیچھے رکوع نہ کرے یہاں تک کہ صف میں اپنی جگہ پکڑ لے۔

ابوبکرہ سے جو خطا ہوئی اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتعدد کہہ کر منع فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

شراح حدیث نے بھی اس کا یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر تلخیص الجبیر میں لکھتے ہیں یعنی خارج از صف آئندہ تکبیر کہنے سے منع فرمایا۔

(۲) لاتعدفی ابطاء المجئی الی الصلوۃ۔

یعنی نماز کی طرف تاخیر سے آنے کی طرف مت لوٹ۔

(۳) لاتعدالی دخولك فی الصف وانت راکع۔

یعنی صف میں رکوع کی حالت میں داخل ہونے کی طرف مت لوٹ۔

(۴) لاتعدالی اثیان الصلوۃ مسرعاً۔ (مرعاۃ، جلد۲، صفحہ۹۷)

یعنی نماز کی طرف دوڑ کر آنے کی طرف مت لوٹ۔

امام بخاری نے خود اس کا معنی بیان فرما دیا ہے۔

قال البخاری فلیس لا حدان یعود کمانھی النبی علیہ السلام ۔ (جزءالقرارۃ، صفحہ۱۷)

یعنی کسی کے لئے حق نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کردہ کام کو دوبارہ کرے۔

تبصرہ أویسی غفرلہ'

اتنا طویل بیان اور اس پر متعدد حوالے اس لئے لکھ مارے تاکہ عوام سمجھیں کہ غیر مقلد صاحب نے کوئی بہت بڑا پہاڑ ڈھایا ہے لیکن یقین جانئے اس تمام مضمون میں الٹا حنفیوں کی تائید کی ہے اس لئے حنفی بھی یہی کہتے ہیں کہ صف سے خارج نیت باندھنا اور نماز کے لئے دوڑ کر آنا پھر صف میں داخل ہونے کے لئے چلنا وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اُمور کو احناف ناروا سمجھتے ہیں احناف نے اس روایت سے یہ ثابت کیا ہے کہ ابوبکرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطاؤں کے

باوجود نبی کریم ﷺ نے یہ تو فرمایا ہے کہ لا تعد آئندہ ایسا نہ کرنا یہ نہیں فرمایا کہ تیری رکعت نہ ہوئی یا فرمایا ہو کہ اسے لوٹا جیسے بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ

ایک صحابی سے تعدیل ارکان ادا نہ ہوئے تو اس سے تین بار نماز کا اعادہ کرایا لیکن جب دیکھا کہ وہ نماز پھر بھی غلط پڑھتا ہے تو اسے تعدیل ارکان نماز نہیں لوٹائی بلکہ صرف فرمایا ہے کہ تو نے جو دو تین غلطیاں کی ہیں یہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

اس غیر مقلد اور لفظ **لا تعدد** کے بارے میں حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں

لاتعد ضبطناه فی جمیع الروایات بفتح اوله وضم العین من العود ای لاتعد الی ما صنعت من السعی الشدید خم من الرکوع دون الصف ثم من المشی الی الصف۔ (فتح الباری، جلد ۲، صفحہ ۳۱۱،۳۱۲)

یعنی لفظ لا تعد تمام روایات میں ''ت'' کی زبر اور عین کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے عود سے بنا ہے معنی یہ ہے کہ تیز دوڑنے پھر صف کے درے رکوع کرنے پھر صف کی طرف چلنے کی طرف لوٹ۔

فلایجوز العود الی مانهی عنه النبی ﷺ (فتح الباری، جلد ۲، صفحہ ۳۱۲) **وقال الجوزی لا تعد بفتح التاء وضم العین وامکان الدال من العودی لا تعد ثانیا مثل الفعل وهو المشی الی الصف فی الصلوة ویحتمل ان یکون نهاه عن اقتداء ه منفردا او یحتمل ان یکون عن رکوعه الوصول الی الصف والظاهر انه نهی عن ذلك کله ۔** (مرعاۃ، جلد ۲، صفحہ ۹۸)

یعنی لا تعدت کی زبر عین کے ضمہ اور دال کے سکون کے ساتھ عود سے ہے یعنی اس قسم کا فعل (رکوع کی حالت میں چلنا) آئندہ نہ کرنا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکیلے اقتداء کرنے سے منع فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا اور ظاہر یہی ہے کہ سب سے منع فرمایا۔

محمد بن اسمٰعیل یمانی فرماتے ہیں

ولا قرب روایة انه لاتعدمن العودای لاتعدساعیا الی الدخول قبل وصولك من الصف

(سبل السلام، جلد ۲، صفحہ ۳۱)

یعنی روایت کے اعتبار سے **لاتعدد عود** سے ہے یعنی صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا اور ظاہر یہی ہے کہ سب سے منع فرمایا ہے۔

محمد بن اسمعیل یمانی فرماتے ہیں

والاقرب روایته انه لاتعد من العود ای لا تعدد ساعیا الیا لدخول قبل وصولك من الصف

(سبل السلام، جلد۲، صفحہ۳۱)

یعنی روایت کے اعتبار سے

لاتعد بضم التاء وکرابعین من الاعادة لاتعدالصلوة التی صلیتها رابعد منه من قال انه باسکان العین وضم الدال من العدوای لا تسرع وکلاهما لم یات به روایة ۔ (مرعاۃ، جلد۱، صفحہ۹۸)

یعنی جس نے **لاتعد** کہا ہے اُس نے بہت بعید بات کہی ہے اور جس نے لاتعد کہا ہے اس نے اُس سے بھی زیادہ بعید بات کہی ہے اور دونوں کے لئے کوئی روایت بھی ثابت نہیں ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرہ کو اُس چیز سے آئندہ کے لئے روکا جس میں اُن سے خطا ہوئی تھی۔

تبصرہ اُویسی

اس لمبی چوڑی عبارت کا بھی وہی حال ہے جو پہلی عبارت کا ہے اس میں بھی الحمد للہ احناف کی تائید کر دی جو حنفی کہتے ہیں غیر مقلد اتنے حوالے دے کر حنفیوں کی توثیق کر دی وہی کہ (۱) نماز کے لئے تیز نہ دوڑنا (۲) صف سے باہر نیت کر کے رکوع کرنا (۳) صف میں ملنے کے لئے چلنا۔ الحمد للہ یہ جملہ ہمارے احناف کے نزدیک بھی ممنوع ہیں۔

سوال تو بحال رہا کہ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے حرص کی تعریف کر ڈالی اور دعا بھی دی لیکن نماز کو لوٹانے کا نہ فرمایا جیسے دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز بار بار دہرائی اور یہاں کا سکوت جواز کی دلیل ہے یعنی جو اُمور ممنوع تھے انہیں روک دیا اور جو عمل جائز تھا اس سے ساکت اور علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کسی عمل کو دیکھ کر نہ روکنا اس پر آپ کی تائید کی دلیل ہے۔

السکوت من الرضا

مشہور قاعدہ ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار کر کے رکوع میں ملنے والے کی رکعت پر مہر ثبت فرما دی جس میں احناف کی بھرپور تائید ہے۔ (الحمد للہ علیٰ ذلك)

چوری سینہ زوری

انصاف پسند غیر مقلدین کی تصریحات فقیر نے پہلے لکھ دی ہیں لیکن افسوس ہے منکرین یعنی ان غیر مقلدین کا جو

اپنی ضد کو سچا کرنے کے لئے بخاری کی صریح اور صحیح حدیث میں ہیرا پھیری بلکہ سینہ زوری کر رہے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو وہی غیر مقلد یہاں تھک ہار کر آخر جواب لکھتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ وہ رکعت ہوئی یا نہیں تو بخاری شریف کی اس روایت میں قطعاً اس کا ذکر بلکہ احتمال تک نہیں ہے اور نہ حدیث کے الفاظ پر دلالت کرتے ہیں اسی لئے علامہ شوکانی لکھتے ہیں

فلیس فیه مایدل علی ما ذهبوا الیه لانه کما لم یامره بالاعادة لم ینقل الینا انه اعتدبها۔

(نیل الاوطار جلد۲، صفحہ ۲۲۷)

یعنی اس میں اُن کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جیسے رکعت کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا تو رکعت کو شمار کرنا بھی منقول نہیں ہے

اور فیصلہ کن امر یہ ہے کہ دیگر کتب میں اسی حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ابوبکرہ کے لئے موجود ہے۔

صلی ما ادرکته واقض ماسبعك۔ (طبرانی بحوالہ مرعاۃ جلد۲، صفحہ ۹۷)

یعنی جو نماز پالی وہ پڑھ لو اور جو رہ گئی اس کو پورا کرلو۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ ابوبکرہ کی رکوع میں ملنے والی رکعت نہیں ہوئی اور پھر اگر لاتعد پڑھا بھی جائے تو اس کے معنی یہ ہے کہ تو اپنے فعل (صف سے پیچھے رکوع کرنے، دوڑ کر ملنے اور رکوع کی حالت میں چلنے) کو آئندہ مت لوٹا۔ نماز کے نہ لوٹانے کا ذکر کہاں سے نکالا گیا اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور ہمارا بیان کردہ معنی حدیثوں سے ثابت ہے جیسے گزر چکا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

شوکانی (غیر مقلد) کی جہالت کہنی چاہیے کہ بخاری شریف جیسی صحیح حدیث میں اپنی من مانی کر رہا ہے بھلا یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ حضور ﷺ کی حدیث تقریری کا صاف انکار کر دیا جائے محض دھوکہ دہی کے لئے کہہ دینا کہ حضور ﷺ نے ابوبکرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اعادہ نہ کرنے کا نہیں فرمایا تو اس کا معنی یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک حدیث فعلی قولی ہے اور ان کے نزدیک حدیث تقریری کوئی شے نہیں۔ حالانکہ جاہل سے جاہل وہابی غیر مقلد بھی ماننے کو تیار نہ ہو گا کہ حدیث تقریری کوئی شے نہیں ثابت ہوا کہ یہ غیر مقلدین شوکانی سمیت کی چوری ہے اور سینہ زوری بھی۔

www.faizahmedowaisi.com

اورطبرانی کی روایت لکھ کر غیر مقلد گول کر گیا ہے حالانکہ وہ بھی ہمارے مؤید ہے کہ اے ابوبکرہ یہ غلطیاں نہ کرنا ہاں جو رکعت رہ گئیں وہ پوری کر لے نہ یہ کہ یہی رکوع والی رکعت نہ ہوتی۔

حنفی دلیل

احناف مندرجہ ذیل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش کرتے ہیں تو اس کا جواب وہابی سے سنیئے۔

دوسری دلیل

عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ اذاجئتم الى الصلوة ونحن سجود فاسجدو اولا تعدو هاشيئا ومن ادرك الركعة فقد ادرك الصلوة۔ (رواه ابوداؤد، دار قطنی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت سجدہ کی حالت میں آکر ملو تو اُس وقت اس رکعت کو شمار نہ کرو اور جو کوئی رکوع میں آکر ملے اُس نے نماز پائی۔

کسی حدیث سے رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار کرنے پر استدلال کرنا کئی وجہ سے مخدوش غلط ہے۔

(۱) یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس لئے قابلِ حجت نہیں ہے اس کی سند میں ایک راوی یحییٰ ہمان ہے جس کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں

منكر الحديث قال ابو حاتم يكتب حديثه وهوليس بالقوى ميزان۔

(فتاویٰ ستاریہ، جلد ا، صفحہ ۵۵ میں ہے)

اگرچہ اس حدیث کو بوجہ راویوں کے منکر ہونے سے ضعیف کہا گیا ہے جس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اقرار کے باوجود پھر یہ حدیث کیوں پیش کی جاتی ہے۔

(۲) یحییٰ نے یہ روایت زید اور ابن المقبر ی سے نہیں سنی ہے لہٰذا سند کے منقطع ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے

ولم يتبين سماعه من زيد ولا من ابن المقبرى ولايقوم به الحجة۔

(جزۃ القراۃ للبخاری جلد ا صفحہ ۱۰۸، طبع گوجرانوالہ عون المعبود)

(۳) اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے فرماتے ہیں

لايجزيك الا ان يدرك الامام قائما قبل الركوع۔ (جزاء القراۃ، صفحہ ۷۰)

یعنی جب تک امام کو کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع سے پہلے نہ پاؤ تو رکعت نہیں ہوگی۔

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں

هذا هو المعروف من ابى هريرة موقوفا واما المرفوع فلا اصل له۔ (نیل الاوطار جلد۲، صفحہ۲۲۷)

(۴) اس حدیث میں لفظ رکعت ہے نہ کہ رکوع اور رکعت کا اطلاق قیام رکوع سجدتین اور ارکان واذکار پر حقیقت شرعیہ ہے اور رکعت بمعنی رکوع مراد لینا مجازی ہے حقیقت شرعیہ کے ہوتے ہوئے مجازی معنی لینا تمام اُصولیین کے نزدیک غلط ہے۔

لان الركعة حقيقة لجميعها (من القيام والركوع والسجود وغيرذلك) **واطلاقها على الركوع ومابعده مجاز لايصار اليه الالقرنية .... وههنا يست قرينة تصرف عن حقيقة الركعة فليس فيه دليل على ان مدرك الامام راكعا مدرك لتلك الركعة** (عون المعبود)۔

یعنی حقیقت میں رکعت تمام چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اور اُس کا رکوع پر اطلاق مجاز ہے اور بغیر قرینہ صارفہ کے مجازی معنی نہیں لیا جاسکتا اور حقیقت رکعت سے پھیرنے کے لئے یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہوجائے گی نیز اس میں دو مجاز کا ارتکاب بلا دلیل کرنا پڑتا ہے۔ ایک رکعت بمعنی رکوع اور دوسرا الصلوٰۃ بمعنی رکعت کیونکہ اس کے بغیر ان کا مطلب حل نہیں ہوسکتا کیونکہ رکوع میں ملنے سے پوری نماز کے ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

(۵) اس حدیث کا مطلب ہے کہ اگر کسی انسان کو مجبوری کی وجہ سے (کافر مسلمان ہوا، نابالغ بالغ ہوا، حیض والی پاک ہوگئی وغیرہ) صرف ایک رکعت پڑھنے کا وقت اصلی ملا تو دوسری رکعت ہر بار رکعات بعد میں پوری کرے تو نماز ہوجائے گی۔

انه ادرك الوقت فاذا صلى ركعة اخرى فقد كملت صلوته وهذاالقرآن الحجهور۔

(مراۃ صفحہ۱۴۱ جلد۲ طبع ثانی)

یعنی جمہور محدثین نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اس نے وقت کو پالیا یا دوسری رکعت پڑھ لے گا تو اس کی نماز پوری ہوجائے گی۔

(۶) بعض کے قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایک رکعت جماعت سے پالی اس نے نماز جماعت کا ثواب پالیا۔

(۷) یعنی جس نے ایک رکعت کو نماز سے پالیا اس نے پوری نماز کو پالیا مگر جو چیز رہ گئی ہو اس کو پورا کرے چونکہ قیامِ فاتحہ

رہ گئے لہٰذا ان کو پورا کرے اس حدیث نے پیش کردہ حدیث کے مطلب کو واضح کردیا۔

تبصرہ اُویسی

اس میں غیر مقلد نے سات وار کئے اور اس کا ہر وار خطا گیا مثلاً حسبِ عادت حدیث کو ضعیف کہا۔ بالفرض والتسلیم مان لیا گیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بخاری کی حدیث تو صحیح ہے۔ پھر وہ قاعدہ کیوں بھول گئے کہ حدیث ضعیف حدیث صحیح سے ہوجائے تو وہ حدیث حسن لغیرہ ہوجاتی ہے اور وہ قابلِ قبول ہوتی ہے جب یہ لوگ اپنا مقصد ثابت کرنا چاہتے ہیں تو تمام قواعد وضوابط بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ان کے فتویٰ سے منسوخ مانو لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث بخاری تو منسوخ نہیں ہوسکتی۔

(۴) لفظ رکعت ہے نہ کہ رکوع پھر ایک قاعدہ غیر مقلد کو یاد آئے گا کہ حقیقت کے ہوتے مجاز کا کوئی اعتبار نہیں یہ قواعد مسلم لیکن یہ تو بتاؤ کہ رکعت بھی رکوع ہے اور اس کا قرینہ بھی تو یہ موجود ہے وہ ہے حدیث بخاری پھر انکار کیوں صرف اس لئے تاکہ اس سے حنفیوں کی تائید ہوتی ہے اور غیر مقلدوں کی تردید اس کے بعد ۵ تا ۷ جواب ہمارے منافی نہیں اور نہ ہی اس کے دیگر مضامین ہمیں مضر۔

الحمدللہ احناف کو صحیح حدیث بخاری پر عمل نصیب ہے اور اہل اسلام کی وہ نمازیں بھی صحیح ہیں جن کے رکوع میں آکر ملتے ہیں اور غیر مقلدین نہ صرف اس حدیث کے عمل سے محروم ہیں اپنی کم عقلی کی وجہ سے بے شمار روایات پر عمل نہیں کر رہے۔

نصیب اپنا اپنا قسمت اپنی اپنی

فقط والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

بروز جمعہ ساڑھے نو بجے صبح